یعنی

معرکۂ تسلیم و رضا کے سب سے زبردست اور عدیم المثال

ہیرو

اور جنگ حق و باطل کے سب سے بڑے ساونت

حسینؑ ابن علیؑ

کے خونِ ناحق، اور صبر و استقلال کا ایک عظیم الشان

مرقّع

اور سلطنتِ پنجتنی کے آخری جلیل القدر شاہزادے کی

اخلاقی و روحانی تعلیم کا ایک نہایت درخشان

آئینہ

حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ

صدیون آج سے پیشتر عرب کی سرزمین فسق و فجور سے بھر گئی تھی، ہر ذرہ معصیت کا دل، اور ملک کا ہر گوشہ نا انصافیون کا مرکز ہو رہا تھا،

خلافت کے پاک تخت پر باطل کی روح (یزید) کا تسلط تھا اور خود پرستی اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چھائی ہوئی تھی،

اسی زمانہ مین آخری رسول کی گود کا پالا سچائی کا ایک پوتا (امام حسین علیہ السلام) بھی مدینے کی مقدس چار دیواری کے اندر رہتا تھا، وہ سراسر حق تھا، وہ امام تھا، اور اسلام کا شاہزادہ تھا، وہ حق پرست اور دلیر تھا، اسکا نانا پیغمبر، باپ ساقی کوثر، اور اسکی ماں فردوس کی ملکہ تھی"

یزید فاسق تھا، سراسر جہل اور سراپا باطل تھا، اور فسق و فجور اسکو ورثہ مین ملا تھا، وہ بادہ پرست تھا، اور حکومت کا دلدادہ اصول فطرت کے موافق دونون قوتین آپس مین ٹکرا گئین، جنگ ہوئی اور زمین نے اپنی عادت کے موافق خون چوسا

نتیجہ کیا ہوا؟ حق کو فتح ہوئی اور باطل ہمیشہ کے لیے کچل دیا گیا،

یزید پر اس وقت تک لعنت برستی ہے اور عرب کے اس شہید اعظم کی یادگار مین اب تک ہر سال پھریرے کھول دیے جاتے ہین اور حسینؑ کی حق پرستی کی صدائین عرش سے فرش تک گونج اٹھتی ہین اور ہر عاشورہ کو دھڑکتے ہوئے دل عرش برین کو ہلا دیتے ہین۔

اور اس سے اے برادران ملک تم سبق حاصل کر سکتے ہو، باطل خواہ کتنی ہی قوت سے رونما کیون نہو، باطل ہے اور اگر تم حق پرست ہو تو اس خود فراموش شاعر کی بات یاد رکھنا کہ آخر کار ایک دن فتح کا تاج تمھارے ہی سرون پر چمک کر رہے گا،

فقیر جوش ملیح آباد لکھنو

۱

کیونکر نہ کرون شکر خدا اے دوجہان کا
بخشا ہے مرے دل کو مزا سوزِ نہان کا
یکسان ہے، مسرت کا محل ہو کہ فغان کا
ہونارِ جہنم بھی تو لطف آئے جنان کا

ہوتی ہے خوشی صحت و آزار سے مجھکو
خلعت یہ ملا ہے تری سرکار سے مجھکو

۲

سینے مین چھپائے ہون جو انوار کسی کے
دل مین نہین آتے ہین خیالات دوئی کے
رونے کے ہون اسباب کہ سامان ہنسی کے
جو چیز ہے ڈھل جاتی ہے سانچے مین خوشی کے

لیلائے شب تار ہے، یا حورِ سحر ہے
جس حال مین ہون "حسن" مرے پیشِ نظر ہے

۳

اغیار کی فوجین ہون، کہ احباب کی محفل
گرمی کے بگولے ہون، کہ لیلیٰ کی ہو محمل
راہون کی صعوبت ہو کہ خواب بسر منزل
ہوتا ہے ہر اک چیز سے بشّاشِ مرا دل

صد شکر مرے دل پہ حقیقت یہ عیان ہے
ہر آئینہ مین دوست کی تصویر نہان ہے

۴

ہر بات مین اک حُسن ہے، ہر شئے مین نفاست
بدشکل کوئی چیز نہین، ہو جو بصارت
رونا بھی ہے اک راگ، جو کامل ہے سماعت
ہر اشک کے ساغر سے اُبلتی ہے بشاشت

آنکھین ہون اگر، نار مین ہے نور کا جلوہ
ہر ذرّۂ ناچیز مین ہے طور کا جلوہ

۵

ہو رنگ کا انبار، کہ برسات کا دریا
وہ جیٹھ کی ہو دھوپ، کہ بادل کا ہو پردا
وہ لُو کے تھپیڑے ہوں، کہ ہو لوچ صبا کا
وہ خالِ سیہ ہو کہ چمکتا ہوا تارا

اے حُسن کے صانع! ترے اسرار نہاں ہیں
ہر شے میں کم و بیش کچھ انوار نہاں ہیں

۶

شادی و الم رنج و خوشی، مدح و مذمّت
آشفتگی و عیش و طرب، درد و مصیبت
آشوبِ جہاں، شامِ بلا، صبحِ مسرّت
سب ایک نظر آئیں، جو ہو روح میں قوّت

ہم دل کا اگر ساز ستاروں سے مِلا دیں
گو تار بہت سے ہیں، مگر ایک صدا دیں

۷

نالے مین ہے جو، نغمۂ بلبل مین نہین ہے
جو زلفِ پریشان مین ہے، سنبل مین نہین ہے
اکثر جو ہے اجزا مین کشش، کل مین نہین ہے
کانٹے مین بھی اک شان ہے جو گل مین نہین ہے

در پردہ یہ سب ایک ہین ظاہر مین جدا ہین
سب اپنے مقامات پہ تصویرِ خدا ہین

۸

پیشانیِ تشویش مین ہے جلوۂ تمکین
تلخی مین بھی پوشیدہ ہین کچھ جوہرِ شیرین
ہر درد کی ایذا مین ہے اک پہلوِ تسکین
جو داغ ہے وہ دل کے لیے تاج ہے زرّین

یہ دل جو دھڑکتا ہے تو اک قسم کی گت ہے
ہر زہر مین سنتے ہین کہ تریاق کا ست ہے

۹	جن کی یہ تمنا ہے کہ دائم رہیں مسرور ہیں فلسفۂ طرزِ تمدن سے بہت دور افراطِ خوشی، غم ہے۔ یہ فطرت کا ہے دستور صدموں میں رنج راحت و آرام ہے مستور

ضو لطف کی ہے پردۂ آفات کے پیچھے
پنہاں ہے سپیدائے سحر رات کے پیچھے

۱۰	دب جاتے ہیں غم سے جو خیالات ہیں اسفل ہو جاتے ہیں انسان کے اخلاق مکمل غم نفس کا قاتل ہے، تو باطن کی ہے صیقل مر جاتا ہے جب سانپ نکل جاتے ہیں سب بل

جی کھول کے رونا ہے علاج آنکھ کے تل کا
ہر آہ سے کچھ زہر نکل جاتا ہے دل کا

۱۱	تکلیف کو تفریح بنا لینے کی صنعت حاصل ہے انھین، جو ہین پرستارِ حقیقت آئینہ ہے اسرار کا ہر منظر قدرت وہ چاند کی خنکی ہو کہ سورج کی حرارت

مہمل ہین یہ لفظین "یہ بُرا ہے" "وہ بھلا ہے"
جو کچھ ہے وہ صرف ایک تبسّم کی ضیا ہے

۱۲	ہو دوست کے پہلو مین نشیمن تو مسرّت مل جائے اگر راہ مین دشمن تو مسرّت ہو زیرِ قدم سبزۂ گلشن تو مسرّت کانٹون مین اُلجھ جائے جو دامن تو مسرّت

تدبیر اگر وصل کی ہو رقص کی جا ہے
اور ہجر کی شب ہو تو تڑپنے کا مزا ہے

۱۳

دنیا خس و خاشاک ہے، دامن کو ہٹا لے
نازک ہے بہت دل، غمِ ہستی سے بچا لے
اشکوں کے بخارات میں رہ، دل کو سنبھالے
دانا ہے جو ہر غم میں خوشی ڈھونڈھ نکالے

کب شیشۂ دل، گردِ تکدر کے لیے ہے
ہر رنج میں آرام بہادر کے لیے ہے

۱۴

پردے کو تعین کے درِ دل سے اٹھا دے
کثرت نہیں وحدت ہے، یہ آنکھوں سے دکھا دے
ہاں بڑھ کے حجابِ رخِ جانانہ ہٹا دے
میدان کو حدیں توڑ کے ہموار بنا دے

چوٹی سے چلے کوہ کی خورشید کا جلوہ
ہستی کی رگ و پے میں ہو توحید کا جلوہ

۱۵

جو سعی مین سرگرم ہے دو اُسکے ہین انجام
سرسبز ہو، یا شومیِ قسمت سے ہو ناکام
سرسبز اگر ہو، تو مسرت کے چلین جام
ناکام جو ہو تو بھی پیے بادۂ گُل فام

یہ دو وہ دوائین ہین جو یکسان ہین اثر مین
جو یاس مین لذت ہے، وہی فتح و ظفر مین

۱۶

اے دوست! بتاتا ہون تجھے روح کے اَسرار
صدمون سے اگرچہ ہے تیرا دلِ بیمار
آنکھین تو اُٹھا، دیکھ ذرا حُسن کے انوار
یہ چاند، یہ سورج، یہ نباتات، یہ کہسار!

کیون تیرے خیالات پریشان ہین برادر
اک غم ہے، تو سو عیش کے سامان ہین برادر

۱۷

غنچون کی حیا، گُل کی ہنسی، اُوس کے گوہر
زرتار شفق، سرد ہوا، باغ معطر
رنگین گھٹا، قوس قزح، مہر منوّر
نغمے یہ پرندون کے، پہاڑون کے یہ منظر

ہے کون سی خوبی جو سر ِ تو مین نہین ہے
کیا باغ ارم صبح کے پرتو مین نہین ہے

۱۸

یہ غم ہے، وہ راحت ہے، یہ عقبیٰ ہے، یہ دنیا
ان تنگ خیالات کے سائے سے نکل آ
ہر فکر سے مُنہ پھیر لے، ہر رنج کو ٹھکرا
اونچا ہو، بلندی یہ جھلک، روح کو چمکا!!

محفل مین تصوّف کی تجھے بار ملے گا
ہر سانس مین اِک مصر کا بازار ملے گا

۱۹	اُتر گئی ترے دل مین ضیائے رخِ جانان کانٹون مین بھی تجھکو نظر آئین گے گلستان آنکھین ترے تلوون سے ملین گے جن و انسان جنّت سے ہوا دے گا تجھے حور کا دامان

غُل حشر مین ہو گا وہ ہے یہ حیدرؑ کا شرابی
آیا ہے وہ مے خانۂ کوثر کا شرابی"

۲۰	آزاد بھی ہو کشمکش سود و زیان سے ہان دل کو بچا تیرگیِ آہ و فغان سے لمحے جو گذرتے ہین، پھر آئین گے کہان سے باہر تو نکل وہم کے تاریک مکان سے

پھیلی ہے جہان مین رخِ جانان کی تجلّی
وہ دیکھ! بلندی پہ ہے عرفان کی تجلّی

۲۱

اس راہِ مہمات مین آ، گر ہے جوان مرد
یہ راہ ہے، جس مین نہین اُڑتی ہے کبھی گرد
چہرے کبھی اس راہ مین ہوتے ہی نہین زرد
پھولون کی مہک آتی ہے، چلتی ہے ہوا سرد

دنیا ہے یہ وہ، جس مین فلک ہے نہ زمین ہے
ذرّے مین یہان وہ ہے جو سورج مین نہین ہے

۲۲

طے ہوتی ہے یان دل کے دھڑکنے سے مسافت
سائے کی نہ حاجت ہے نہ سامان کی ضرورت
اس راہ مین آنکھین بھی اُٹھاؤ تو نحوست
اس بزم مین گر سانس بھی لیجے تو کثافت

نسبت کچھ اسے عالمِ ظاہر سے نہین ہے
کچھ بحث یہان مومن و کافر سے نہین ہے

۲۳

کیا خوب ہین اس انجمن خاص کے دستور
بے قدر ہے، جب تک کہ نہ ہو شیشۂ دل چور
آتا نہین کچھ عقل مین، ہوتے ہین وہ مذکور
دوزخ مین وہی شئے ہے، جو چمکی تھی سرِ طور

ذرّہ مین جو ہے، مہر درخشان مین وہی ہے
جو کفر کے سینے مین ہے، ایمان مین وہی ہے

۲۴

اس بزم کے آداب ہین سرچشمۂ حکمت
آرام سے وحشت ہے، تو لذات سے نفرت
پھر جائے جو ہستی سے نظر، عینِ سعادت
دل تڑپھلے پھر رات سے دھڑکے تو عبادت

ہر دن جو گذرتا ہے یہان ایک صدی ہے
اس دائرے مین "موت" حیاتِ ابدی ہے

۲۵

صحت مین نہین جس کی یہان نقص وہ بیمار
کامون مین جو دُنیا کے ہے مشغول وہ بیکار
آنے نہین پاتے کبھی اس بزم مین زردار
زردار کے معنی ہین کہ محتاج ہے نادار

دولت کی حقیقت کوئی سمجھی نہین جاتی
مُنعم کی یہان بات بھی پوچھی نہین جاتی

۲۶

اس راہ مین جو یاد کرے دوست کو، غافل
اس سے یہ نکلتا ہے ابھی دور ہے منزل
معشوق سے ہر وقت جنھین قرب ہے حاصل
کس کو وہ کرین یاد ؟ بتائے کوئی عاقل!

دل آہ کبھی وصل مین بھرتا ہو تو کہہ دو
اپنے کو کوئی یاد جو کرتا ہو تو کہہ دو

۲۷	جس کا یہ عقیدہ ہے کہ "میں عبد، وہ معبود" اس بزم کا قانون یہ کہتا ہے "وہ مردود" سب ایک حقیقت میں ہیں، ساجد ہو کہ مسجود ہے کفر یہ کہنا "یہ ایاز اور وہ محمود"	
	یاں لفظ "اَنَا الحق" میں اَنَا باعثِ شر ہے اس سے یہ ٹپکتا ہے خودی پیشِ نظر ہے	
۲۸	ہر دل کو یہاں کام ہے تسلیم و رضا سے ہر لب کو یہاں عہد ہے تسبیح خدا سے کیا اس سے سروکار ہے بھوکے ہوں کہ پیاسے پرہیز بڑا یہ ہے کہ نفرت ہو دوا سے	
	دعوت میں یہاں بھوک ہے خلعت میں کفن ہے انعام یہاں سب سے بڑا دار و رسن ہے	

۲۹

اِک روز ہوا شوق مرے دل میں یہ پیدا
اس راہ سے گذرے ہیں جو نام آور یکتا
حالات بھی کچھ اُن کے میں دیکھوں کہ وہ تھے کیا
اس شوق میں تاریخ کے اوراق کو اُلٹا

فہرست میں اک نام تھا جو سب سے جلی تھا
مژدہ ہو کہ وہ نام حسینؑ ابن علیؑ تھا

۳۰

قربان ترے نام کے اے سیّرِ بہادر!
نوجانِ سیاست تھا، تو ایوانِ تدبّر
معلوم تھا باطل کے مٹانے کا تجھے گُر
کرتا ہے تری ذات پہ اسلام تفاخر

سوکھے ہوئے ہونٹوں پہ صداقت کا سبق تھا
تلوار کے نیچے بھی وُہی نعرۂ حق تھا

۱۴۷

شعلے کو سیاہی سے ملایا نہیں تو نے
سر کفر کی چوکھٹ پہ جھکایا نہیں تو نے
وہ کون سا غم تھا جو اٹھایا نہیں تو نے
بیعت کے لیے ہاتھ بڑھایا نہیں تو نے

داماں وفا گھر کے نشتروں میں نہ چھوڑا
جو راستہ سیدھا تھا وہ تیروں میں نہ چھوڑا

۲۱۰

ہر چند کہ ایوب بھی اس فن میں تھے یکتا
یونس نے بھی اک حد تک اسے خوب نباہا
یعقوب نے بھی جذب تحمل کا دکھایا
پر سب سے رہا بڑھ کے محمد کا نواسا

حیرت میں پیمبر ہوئے وہ کر کے دکھایا
مرتے نہیں کس طرح، سہ ایسے مر کے دکھایا

۳۳

کرتا ہون رقم معرکہ اب کرب و بلا کا
طوفان تھا، سیلاب تھا، ارباب جفا کا
سینون مین تلاطم ہو، وہ سامان تھا وغا کا
بشاش مگر دل تھا امام دوسرا کا
ماتھے پہ شکن تھی، نہ بدن غرق عرق تھا
رخ پر وہ صباحت تھی کہ سونے کا ورق تھا

۳۴

فرماتے تھے سب قتل ہوئے گھر کے بانی
قاسم کہ تھا تم خوردہ برادر کی نشانی
اور حسن مین اکبر تھا مرا یوسف ثانی
عباس تھا اسلام کی بھرپور جوانی!!
سینے مین خلش، لب پہ مرے آہ نہین ہے
ہر چند اب ان مین کوئی ہمراہ نہین ہے

۳۵
لشکر کی طرف دیکھ کے کہتے تھے یہ ہر بار
"یہ طبل و علم ہیچ" یہ انبوہ ہے بے کار
انجام پہ کر غور ذرا شمرِ بد اطوار
کس شے نے کیا ہے تجھے اس جور پہ تیار

فاسق کے لیے جنگ امام دوسرا سے !!
بندہ کہیں منہ پھیر کے چلتا ہے خدا سے !!!

۳۶
اے شمر! کوئی چیز ہے یہ فوج گنہگار
دنیا بھی اُمنڈ آئے تو پروا نہیں زنہار
مرعوب تجھے کر نہیں سکتے یہ سیہ کار
باطل سے کبھی دبتے ہیں کہیں حق کے طرفدار

نازاں ہے کہ سردار ہوں میں فوجِ ستم کا
سررشتہ مرے ہاتھ میں ہے لوح و قلم کا !!

۳۷

اُس باپ کا بیٹا ہون جو تھا اشجعِ عالم
جس فرق پہ تھا سایہ فگن فتح کا پرچم
جس ذات سے اسلام کی بنیاد تھی محکم
تھا اصل مین جو قوّتِ پیغمبرِ اکرم

طفلی مین بھی ساونت نے اژدر کو نہ چھوڑا
بے توڑے ہوے قلعۂ خیبر کو نہ چھوڑا

۳۸

جس روز مدینے کو سدھارے تھے پیمبر
اُس روز برادر کی جگہ پر تھا برادر
ہر چند کہ تیغون کی چمک تھی سرِ بستر
سوتا تھا بڑے لطف سے تانے ہوے چادر

دنیا مین کوئی ایسا جری ہو نہین سکتا
جس طرح وہ سوئے تھے، کوئی سو نہین سکتا

۳۹

یوں سامنے آ کے اکڑنا نہیں اچھا
ایمان سے اس طرح بگڑنا نہیں اچھا
نادان! بری بات پر اڑنا نہیں اچھا
دنیا کے لیے دین سے لڑنا نہیں اچھا

ناپاک تہ بن دولتِ ناپاک کے بدلے
اکسیر کو ٹھکراتا ہے کیوں خاک کے بدلے!!

۴۰

ثروت جو زیادہ ہو تو ایمان نہیں رہتا
انسان، یہ وہ شے ہے کہ انسان نہیں رہتا
آسودگی روح کا سامان نہیں رہتا
دل انجمن حسن کے شایان نہیں رہتا

دولت کو بہت لوگ یہ کہتے ہیں خدا ہے
میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ زر ایک وبا ہے

۴۱

ہون خواہشین محدود تو ایذا نہین ہوتی
ارمان جو ہون کم، زر کی تمنا نہین ہوتی
قانع کو کسی چیز کی پروا نہین ہوتی
مومن پہ مُسلّط کبھی دنیا نہین ہوتی

سلطان بھی جو ہو صاحب حاجت تو گدا ہے
جس کو کوئی حاجت ہی نہین ہے وہ خدا ہے

۴۲

اے بندۂ زر! چونک، مناسب نہین غفلت
معلوم نہین کیا تجھے دنیا کی حقیقت؟
کس نیند مین ہے؟ چھوڑ بھی باطل کی محبت
آ حق کی طرف، دیکھ یہ حورین ہین یہ جنت!!

حورین ہون کہ فردوس، یہ ادنیٰ سا صلا ہے
خود حق مین وہ لذت ہے جو ان سب سے سوا ہے

۴۳

دنیا ہے دنی، ہے سچ ہے دنیا کا زوال
تذلیل کی بنیاد ہیں یہ حشمت و اجلال
ادبار کوئی چیز ہے دراصل نہ اقبال
وہ سر بھی کوئی سر ہے جو ہونے کو ہے پامال!

بیدار ہیں دل جن کے وہ دنیا سے خفا ہیں
جو پھول کے طالب ہیں وہ کانٹوں سے جدا ہیں

۴۴

تکلیف کے اسباب کو راحت نہیں کہتے
جو چند نفس ہو، اُسے لذّت نہیں کہتے
طوفانِ مصائب کو مسرّت نہیں کہتے
جس شے کو فنا ہو اُسے نعمت نہیں کہتے

آرام کی خواہش نہ کرو قوّتِ زر سے
لبریز کرو روح کو اللہ کے ڈر سے

۴۵

غدّار زمانے کی لگاوٹ سے خبردار
بیدار رہو، بیدار رہو، ہشیار رہو ہشیار
جھوٹی ہے امیدیں ہیں، پریشان ہیں اِنکار
کس نشّے میں بدمست ہے دنیا کے طلبگار!

یہ شاخ ہے وہ، جو کبھی پھولی نہ پھلی ہے
دنیا تجھے ناداں کدھر لے کے چلی ہے

۴۶

کھینچے لیے جاتا ہے کہاں تجھکو زمانہ
سننے کے سزاوار نہیں ہے یہ فسانہ
دولت ہی کوئی اصل میں شے ہے نہ خزانہ
دھوکا ہے یہ دھوکا ہے، بہانہ ہے بہانہ!

واللہ کہ تو حرص کے سانچے میں ڈھلا ہے
حق چھوڑ کے باطل کی پرستش کو چلا ہے

۴۷

دنیا جسے کہتے ہیں کثافت کا ہے انبار
خنزیر کی ہڈی سے بھی کچھ بڑھ کے ہے مُردار
ناپاک ہے بداصل ہے کمظرف ہے بدکار
مُردار شکم اس کا، تو نیت اس کی ہے بیمار
مبروص کے داغوں سے عفونت میں سوا ہے
ذلّت کا یہ لقمہ ہے، سگوں کی یہ غذا ہے

۴۸

تو فخر سے کہتا ہے جسے عیش و تنعّم
وہ خواب کی جنت ہے، وہ فردوس توہّم
نالے ہی کی روداد ہیں، نغمہ کہ ترنّم
ہے جہر فغان روشنی ماہ تبسّم
تو جس کو سمجھتا ہے کہ فردوس بریں ہے
دھندلی سی مسرت کا وہ سایہ بھی نہیں ہے

۴۹	جا گورِ غریباں پہ نظر ڈال بہ عبرت کھل جائے گی تجھ پر تری دنیا کی حقیقت عبرت کے لیے ڈھونڈھ کسی شاہ کی تربت اور پوچھ "کدھر ہے وہ تری شانِ حکومت؟

کل تجھ میں بھرا تھا جو غرور آج کہاں ہے
اے کاسۂ سر! بول ترا تاج کہاں ہے"

۵۰	یہ کہہ کے جو مولیٰ نے نظر کی سوئے کفار تھا سر کو جھکائے ہوئے ہر ایک سیہ کار ہر شخص کے چہرے پہ خجالت کے تھے آثار یہ رنگ جو دیکھا تو کہا شمر نے "بیدار!

ہشیار! مراتب کے طلبگار جوانو!
ہو جاؤ بس اب جنگ پہ تیار جوانو!!

۱۵

تقریر مین کامل ہین بہت حضرتِ شبیر
ہوجاؤ گے گمراہ اگر ہوگئی تاثیر
کیا دیر ہے؟ میدان مین ڈھونڈو کے شمشیر
یہ زر ہے یہ دولت ہے یہ منصب ہے یہ جاگیر!

ہوجاؤ گے بشاش وہ انعام ملے گا
کہتا ہون کئی پشت تک آرام ملے گا

۱۶

کفار کو یہ شمر نے لالچ جو دلائی
دنیا نے بصد ناز جھلک اپنی دکھائی
جھنکار مین تیغون کی بڑے ناز سے آئی
سینون مین درآئی تو کلیجون مین سمائی

سب بھول گئے دنیا کی طرف ہوگئے ظالم
کروٹ ابھی بدلی تھی کہ پھر سوگئے ظالم

۵۳

دنیا کے تماشے سے ہوے اہلِ جفا کور
تلواریں کھنچیں میان سے، قرنا کا اُٹھا شور
گھوڑوں کو نچانے لگے میدان میں شہ زور
ڈھالیں جو اُٹھیں رن میں گھٹا چھا گئی گھنگھور

سایہ کیا پر کھول کے ہیبت نے فضا پر
چوٹیں وہ تواتر سے پڑیں طبلِ وغا پر

۵۴

حضرت نے کہا "شکر ہے کامل ہوئی حجت
ہو جائے گی اب امّتِ بیمار کو صحّت
اے خالقِ کونین! یہ بندے پہ عنایت
بخشی ہے مجھے خدمتِ تکمیلِ نبوّت

ڈرتا ہوں خوشی کی کہیں تکمیل نہ ہو جائے
اشکوں میں لہو جسم کا تبدیل نہ ہو جائے

۵۵

ہر چند بظاہر یہ مصیبت کے ہین سامان
جب دیکھتا ہون غور سے، کچھ راز ہین پنہان
ظاہر مین جو کاٹنے ہین وہ در پردہ گلستان
یہ گرد نہین، حضرت یوسف کا ہے دامان

ہاتھون پہ لیے تاج صداقت نکل آئی
جب چاک ہوا، عیش کی صورت نکل آئی"

۵۶

بس اتنے مین ناگاہ برسنے جو لگے تیر
خیمے کی طرف دیکھ کے چپ ہو گئے شبیرؑ
گھوڑے کو بڑھا کر یہ پکارے شہِ دلگیر
"مجبور ہون، اب کھینچتا ہون میان سے شمشیر

ہنگامِ وغا برق ہون طوفان ہون غضب ہون
ہشیار کہ مین روحِ شجاعانِ عرب ہون"

۵۷

وہ سامنے آئے جسے مرنا ہو گوارا
بہتا نظر آئے گا یہاں خون کا دھارا
گھٹ جائیگا دم بھر مین ابھی زور تمھارا
رہتا ہے سدا حق کا بلندی پہ ستارا

جنگاہ مین باطل کے قدم گڑ نہین سکتے
دیکھو کہے دیتا ہون کہ تم لڑ نہین سکتے

۵۸

جو سخت ہے، جرأت کبھی اس دل مین نہین ہے
حق، حق نہ رہے، زور یہ باطل مین نہین ہے
سطوت کی صفت، فرقۂ غافل مین نہین ہے
ہمت کا نشان، فطرت جاہل مین نہین ہے

نامرد کبھی تاب جفا لا نہین سکتا
کافر کبھی مومن پہ ظفر پا نہین سکتا

	۵۹
جس قلب میں ہے کفر، وہ دوزخ کا دھواں ہے جس دل میں معارف ہیں، وہ اک برقِ تپاں ہے باطل کا جو حامی ہے، وہ بے نام و نشاں ہے جو حق کا طرفدار ہے، اک شیر ژیاں ہے	

سچائی کے قدموں پہ سرِ فتح و ظفر ہے
جرأت بھی اُسی سمت ہے، ایمان جدھر ہے

	۶۰
جو لوگ کہ ڈر جاتے ہیں بادل کی صدا سے کانپ اُٹھتے ہیں بچوں کی طرح ذکرِ وغا سے جب ہوتی ہے مذہب کی کشش فضلِ خدا سے لڑ جاتے ہیں، دبتے نہیں اربابِ جفا سے	

ہرگز نہ ڈرو کفر سے ایمان کا سبق ہے
اُن کی یہ شجاعت نہیں یہ قوّتِ حق ہے

۶۱

بزدل مین بھی جب قوتِ حق بھرتی ہے جرأت
اتنی بھی نہ حق کیا مجھے بخشے گا جلالت
دکھلا دون مین تم کو کہ یہ ہوتی ہے شجاعت
حاصل ہے مجھے قوتِ حق زورِ امامت
یہ جنگ کا طوفان ہے کچھ سیر نہین ہے
میدان سے ہٹ جاؤ کہ اب خیر نہین ہے

۶۲

مولا کا مزاج اتنا جو برہم نظر آیا
لشکر پہ عجب خوف کا عالم نظر آیا
سامانِ جفا درہم و برہم نظر آیا
کی جس سرِ خیرہ پہ نظر خم نظر آیا
خاموش صفین یاس کے عالم مین کھڑی تھین
مردہ تھین نگاہین کہ زمینون مین گڑی تھین

٦٣

لکھا ہے اُدھر تھا بن قطبہ کوئی سردار
مرحب سے بھی کچھ بڑھ کے شجاعت میں نمودار
بدمست کئی من کا سجے جسم پہ ہتھیار
نعرہ تھا کہ خالی نہیں جاتا ہے مرا وار
دو سو تھے زرہ پوش ستمگار کے پیچھے
جس طرح کہ بل کھاتی ہے دُم مار کے پیچھے

٦٤

آیا عجب انداز سے میدان میں ستمگر
ڈوبا ہوا فولاد کے سامان میں سراسر
کف مُنہ میں، لہو جوش میں، غصے سے جبیں تر
ہتیاروں کی آواز تو وہ زین کی چرچر
دل میں تھا غضب، نشۂ پندار تھا سر میں
اک تیغ تو تھی ہاتھ میں اور ایک کمر میں

۶۵	اس طرح جو آیا وہ قریب شہ ابرار بولا نے کہا "نار جہنم" کے طلبگار! اب دیر مناسب نہیں، ہاں وار بس اب وار جوہر جو دکھانا ہوں تو بڑھ تول کے تلوار!!	

ہم وہ ہیں کہ دشمن پہ بھی شدت نہیں کرتے
جو حق کے پرستار ہیں سبقت نہیں کرتے

۶۶	یہ سن کے بڑھا تول کے نیزہ جو وہ گمراہ رستم کی صدا آئی کہ "العظمۃ للہ" نیزے کو ابھی اس نے گھمایا تھا کہ ناگاہ ترچھی ہوئی اس شان سے شمشیر ید اللہ	

کم بخت کے نیزے کے لیے ضرب فنا تھی
اس حسن سے کاٹا تھا کہ ہر پور جدا تھی

٦٧

غصے میں کمان لے کے بڑھا تب وہ ستمگار
بے رحم نے چلے سے ملایا لبِ سوفار
شبیرؑ نے یہ دیکھ کے چمکایا جو رہوار
نیزے پہ اڑا لی کمان سیّدِ ابرار
ظالم نے کمان دیکھی جو نیزے کی انی پر
اک تیر سا گویا کہ لگا قلبِ شقی پر

٦٨

شرمایا تو نامرد بڑھا تول کے تلوار
ظاہر شہِ دیں پہ تواتر سے کیے وار
بجلی کی طرح ہانپ رہا تھا وہ بد اطوار
حضرت نے کہا "اب مری باری ہے خبردار!"
اتنی تو خبر تھی کہ چلی فرقِ لعیں پر
دیکھا تو اتر آئی تھی مرکب سے زمیں پر

۶۹

خون پونچھ کے حضرت نے کیا نعرۂ تکبیر
تلوار سے ہنس کر یہ کہا واہ ری شمشیر
چلتی ہے تو کرتی نہیں دم بھر کی بھی تاخیر
کس حسن سے تو کھینچتی ہے موت کی تصویر

تو موت کا سیلاب ہے تو برقِ فنا ہے
پیغام اجل کا ترے دامن کی ہوا ہے

۷۰

مارا گیا اس طرح جو لشکر کا نمودار
چہروں سے اڑے رنگ وہ گھبرا گئے کفار
حضرت نے ڈپٹ کر یہ کہا "فوجِ بداطوار
بڑھتا نہیں تم میں سے کوئی کھینچ کے تلوار!

سردار کے مرنے کا تمہیں درد نہیں ہے
کیا اتنے جوانوں میں کوئی مرد نہیں ہے

۷۱

یہ فوج کا انبوہ، یہ مین یکہ و تنہا
مارا ہوا صدمون کا کئی روز کا پیاسا
یہ کیا ہے کہ لاکھون کو نہین جنگ کا یارا؟
تُف اے سپہِ شام! شجاعت وہ ہوئی کیا؟

تم لرزہ براندام ہو عزت گئی سب کی
تکلیف مین روحین ہین شجاعانِ عرب کی

۷۲

یہ سُن کے بھی جب کوئی نہ میدان مین آیا
خود اُن کی طرف آپ نے گھوڑے کو بڑھایا
تلوار چمکنے لگی، گرنے لگے اعدا
دو ہو گیا کوئی، کوئی تڑپا، کوئی بھاگا

آنکھون مین چکاچوند تھی حیران تھے ستمگر
آپس مین مگر دست و گریبان تھے ستمگر

۳۴
جس سمت جھپٹتا تھا وہ شیر صفِ جنگاہ
گر گر کے فنا ہوتے تھے گھوڑوں سے وہ روباہ
کفار میں تھا شور کہ العظمۃ للہ
آتی بھی ہیں شیروں کے مقابل کہیں روباہ؟

ترتیب صفوں میں تھی، نہ وہ شان پروں کی
برسات کا طوفان تھا بارش تھی سروں کی

۳۵
کیا جوہرِ شمشیر تھا، کیا زورِ شجاعت
نزدیک کوئی آئے، نہ پڑتی تھی یہ ہمت
تابندہ خط و خال میں تھی برقِ امامت
حیدرؑ کی جو سطوت تھی تو حمزہؑ کی جلالت

شمشیر نہ تھی، فوج پہ بجلی کی چمک تھی
یا ابرِ سیہ تاب میں کوندے کی لپک تھی

۷۵

جس سمت پہ چلی پیکر بے جان نظر آیا
جس سمت گئی، خون کا طوفان نظر آیا
اونچی جو ہوئی، برق کا دامان نظر آیا
نیچی جو ہوئی، قہر کا سامان نظر آیا

تلوار تھی یا ساز، کہ نغمہ تھا غم اُس کا
تھا مرکزِ آوازِ فنا زیر و بم اُس کا

۷۶

مصروف ابھی جنگ میں تھے حضرت شبیرؑ
آواز اک آئی کہ "بس اب روک لے شمشیر
لازم ہے کچھ امت کی شفاعت کی بھی تدبیر
پی جامِ شہادت کہ بڑھے عزت و توقیر

طوفان سے بچا حق کو لہو اپنا بہا دے
امت کو بہا دے ہے، تو اب مر کے جلا دے

۷۷

جھنکار سے میدانِ وغا گونج رہا تھا
ناگاہ پے صبر و رضا حکم جو پہنچا
یوں میان میں چلتی ہوئی تلوار کو رکھا
غل جن و ملائک میں اُٹھا صلّ علیٰ کا

ایمان کی ڈوبی ہوئی نبضیں اُبھر آئیں
خدمت کے لیے چرخ سے حوریں اُتر آئیں

۷۸

ذرّوں پہ جو سجدے میں جھکے حضرت شبیرؑ
چلنے لگے ہر سمت سے تیغ و تبر و تیر
بے کس پہ چمکنے لگی شمشیر پہ شمشیر
سر پیٹ کے کہنے لگی یہ زینب دل گیر

چھوٹوں گی نہ اس غم میں کبھی نوحہ گری سے
آندھی کا تصادم ہے چراغِ سحری سے

۷۹

سنہ ہے کوئی عباس دلاور کو پکارو
بابا یہ بُرا وقت ہے اکبر کو پکارو
اکبر نہیں ملتے ہیں تو اصغر کو پکارو
بیٹے پہ چُھری چلتی ہے حیدر کو پکارو

زہرا کی دُہائی ہے پیمبر کی دُہائی
چھٹتا ہے جگر خالقِ اکبر کی دُہائی

۸۰

حضرت نے جو زینب کی سُنی گریہ و زاری
چُپ ہو گئے و قلب پہ حالت ہوئی طاری
تلواریں لگانے لگے بڑھ بڑھ کے جو ناری
مولا نے کہا شکر ہے اے ایزدِ باری

کٹتا ہے گلا بھائی کا ہمشیر کے آگے
تدبیر سر خاک ہے تقدیر کے آگے

۸۱	تڑپے جو کئی بار زمیں پر شہِ والا سمجھے یہ ملائک کہ قیامت ہوئی برپا خیمے کو بڑی یاس سے مظلوم نے دیکھا اتنے میں کسی سمت سے اک تیر وہ آیا

پامالِ صفِ لشکرِ غم ہو گئے مولا
دل میں وہ اٹھا درد کہ خم ہو گئے مولا

۸۲	رک رک کے جو تلوار چلی خشک گلے پر زہرا کی صدا آئی کہ "آہستہ ستمگر" حیدر نے بڑے پیار سے زانو پہ لیا سر گردوں کی طرف دیکھ کے بولے یہ پیمبر

شکوہ نہیں نکلا مرے پیاسے کے لبوں سے
نکلی ہے مری روح نواسے کے لبوں سے

۸۳

ناشاد تری بے کسی و پیاس کے قربان
نازک یہ ترا جسم، یہ تپتا ہوا میدان
ٹکڑے یہ بدن کے، یہ ردا خون میں غلطان
ذرّوں یہ ہیں قرآن کے اوراق پریشان

بے کس ترے اکبر کی جوانی کے تصدق
مظلوم! تری تشنہ دہانی کے تصدق

۸۴

تو، اور سرِ خاک، مرے گیسوؤں والے
یہ دل یہ بلائیں، یہ زبان اور یہ چھالے
اس پیاس میں گردن پہ چھری جسم پہ بھالے
افسوس ہے اے فاطمہ کے ناز کے پالے!!

عبرت کا وہ منظر ہے کہ خود ظلم خجل ہے
یہ لاش نہیں خاک پر اسلام کا دل ہے

۸۵

یہ شام کا ہنگام، یہ اندوہ، یہ میدان
یہ ہُو کا سماں اور یہ سنسان بیابان
رانڈون مین تلاطم ہے اُداسی کے ہین سامان
سوتے ہین پڑے شام سے خیمے کے نگہبان
غم اتنے ہین، اور ایک بھی غمخوار نہین ہے
جز ذاتِ خدا، کوئی مددگار نہین ہے

۸۶

سیدانیون کے بیچ مین ہین عابدِ مضطر
مُنہ دیکھتی ہے سب کا سکینہ ہے وہ ششدر
ہاتھون سے جگر تھام کے کہتے ہین پیمبر
بیٹیا! یہ ستمگر کی انی اور ترا سر!!
آثار ابھی تک مری الفت کے عیان ہین
اس حلق پہ اب تک مرے بوسون کے نشان ہین

۸۷

مصروف ہیمبر تھے ابھی آہ وبکا مین
آہستہ سے جنبش سی ہوئی موج ہوا مین
آواز اک آئی "نہ تڑپ دشتِ بلا مین
سر رکھا ہے شبیر کا حورون کی ردا مین

اس خون کو ہر خون سے ممتاز کیا ہے
ہم نے ترے بچے کو سرافراز کیا ہے"

۸۸

اے جوش یہ اب تک ہے اُسی خون کی تاثیر
ہوتی ہے بالا علان بڑی شان سے تکبیر
اب بھی جنھین ملتی ہے رہِ عشق مین تعذیر
صد شکر کہ خوش ہو کے پہن لیتے ہین زنجیر

ڈرتے ہی نہین دیکھ کے جلاد کی صورت
زندان مین چلے جاتے ہین سجاد کی صورت

۸۹	اک کھیل ہے اُن کے لیے شاہوں کی جلالت سینوں میں ہے ایمان، زبانوں پہ صداقت کوشش ہے کہ آزاد ہوں پابندِ سیاست سر جائے تو جائے، نہ گرے تاجِ خلافت

تقدیر سے جس قلب میں ایمان کی بو ہے
پنجاب کے ناکردہ گناہوں کا لہو ہے

۹۰	بیدرد کی حسرت کو نکلتے نہیں دیکھا کاغذ کی کبھی ناؤ کو چلتے نہیں دیکھا ظالم کو کبھی پھولتے پھلتے نہیں دیکھا ٹھوکر ہے یہ وہ جس سے سنبھلتے نہیں دیکھا

وہ تخت ہے کس قبر میں وہ تاج کہاں ہے
اے خاک بتا، زورِ یزید آج کہاں ہے

احساس نہین جس مین وہ تاریک ہے سینہ
دوزخ مین اُترتا ہے سدا ظلم کا زینہ
پستی کے علامات ہین، انصاف سے کینہ
جو حق سے لڑا، ڈوب گیا اُس کا سفینہ

۹۱

ہان تیرِ رہِ باطل کو اُبھرتے نہین دیکھا
جب زلف یہ بگڑی تو سنورتے نہین دیکھا

اے قوم! وہی پھر ہے تباہی کا زمانہ
اسلام ہے پھر تیرِ حوادث کا نشانہ
کیون چُپ ہے؟ اُسی شان سے پھر چھیڑ وہ ترانہ
تاریخ مین رہ جائے گا مردون کا فسانہ

۹۲

مٹتے ہوے اسلام کا پھر نام جلی ہو
لازم ہے کہ ہر فرد حُسینؑ ابن علیؑ ہو